

## ۸۲- کتاب القدر

## کتاب تقدیر کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**تفسیر** تقدیر پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ اکثر نسخوں میں یہاں صرف باب فی القدر ہے۔ فتح الباری میں اس طرح ہے جیسا کہ یہاں نقل کیا گیا۔ اللہ پاک نے فرمایا۔ انا کل شئی خلقناه بقدر (القدر: ۴۹) ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے تحت پیدا کیا ہے۔ قال ابوالمظفر بن السمعانی فی سبیل معرفۃ هذا الباب التوقیف من الكتاب والسنة دون محض القياس والعقل فمن عدل عن التوقیف فیہ ضل و تاه فی بحار الحیرة و لم یبلغ شفاء العین ولا ما یطمئن بہ القلب لان القدر سر من اسرار اللہ تعالیٰ اختص العلیم الخبیر بہ و ضرب دونہ الاستار و حجبہ عن عقول الخلق و معارفہم لما علمہ من الحکمۃ فلم یعلمہ نبی مرسل ولا ملک مقرب الخ (فتح الباری) خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ ”تقدیر کا باب صرف کتاب و سنت کی روشنی میں سمجھنے پر موقوف ہے۔ اس میں قیاس اور عقل کا مطلق دخل نہیں ہے جو محض کتاب و سنت کی روشنی سے ہٹ کر اسے سمجھنے کی کوشش میں لگا دہ گمراہ ہو گیا اور حیرت و استعجاب کے دریا میں ڈوب گیا اور اس نے چشمہ شفا کو نہیں پایا اور نہ اس چیز تک پہنچ سکا جس سے اس کا دل مطمئن ہو سکتا۔ اس لئے کہ تقدیر اللہ کے بھیدوں میں سے ایک خاص بھید ہے۔ اللہ نے اپنی ذات علیم و خبیر کے ساتھ اس سر کو خاص کیا ہے اور مخلوق کی عقلوں اور ان کے علوم کے اور تقدیر کے بیچ میں پردے ڈال دیئے ہیں۔ یہ ایسی حکمت ہے جس کا علم کسی مرسل نبی اور مقرب فرشتے کو بھی نہیں دیا گیا۔“

پس تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے اور جزو ایمان ہے یعنی جو کچھ برا بھلا چھوٹا بڑا دنیا میں قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں ٹھہر چکا ہے۔ اسی کے مطابق ظاہر ہو گا اور بندے کو ایک ظاہری اختیار دیا گیا ہے جسے کسب کہتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ بندہ نہ بالکل مجبور ہے نہ بالکل مختار ہے۔ اہل سنت والجماعت اور صحابہ کرام اور جماعت سلف صالحین کا یہی اعتقاد تھا۔ پھر قدریہ اور جبریہ پیدا ہوئے۔ قدریہ کہنے لگے کہ بندے کے افعال میں اللہ تعالیٰ کو کچھ دخل نہیں ہے، وہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور جو کرتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ جبریہ کہنے لگے کہ بندہ جمادات کی طرح بالکل مجبور ہے، اس کو اپنے کسی فعل کا کوئی اختیار نہیں۔ ایک نے افراط کی راہ دوسرے نے تفریط کی راہ اختیار کی۔ اہل سنت بیچ بیچ میں ہیں۔ جعفر صادق رضی اللہ عنہ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے) نے فرمایا لا جبر ولا تفویض ولكن امرین امرین۔ امام ابن سماعی نے کہا کہ تقدیر اللہ پاک کا ایک راز ہے جو دنیا میں کسی پر ظاہر نہیں ہوا یہاں تک کہ پیغمبروں پر بھی نہیں، بایں ہمہ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔ تقدیر میں لکھے ہوئے امور بلا کسی ظاہری سبب کے ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک یہ بخاری شریف مترجم اردو کی اشاعت بھی ہے ورنہ میں کسی بھی صورت سے اس عظیم خدمت کا اہل نہ تھا ولکن کان امر اللہ مفعولا۔ و کان امر اللہ قد را مقدورا۔ فلله الحمد حمد اکثیرا۔ تقبلہ اللہ آمین۔

(۶۵۹۳) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو سلیمان اعش نے خبر دی، کہا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا، ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہ پیر سنایا اور آپ سچوں کے سچے تھے اور آپ کی سچائی کی زبردست گواہی دی گئی۔ فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص پہلے اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ ہی رکھا جاتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت میں ”علقہ“ یعنی خون کی پھسکی (بستہ خون) بنتا ہے پھر اتنے ہی عرصہ میں ”مضغہ“ (یعنی گوشت کا لوتھڑا) پھر چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کے بارے میں (ماں کے پیٹ ہی میں) چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کی روزی کا، اس کی موت کا، اس کا کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت۔ پس واللہ، تم میں سے ایک شخص دوزخ والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاشت کا فاصلہ یا ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ جنت والوں کے سے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنت والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ والوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آدم بن ابی ایاس نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ جب ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔

۶۵۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ قَالَ: ((إِنْ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلُ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلُ ذَلِكَ، ثُمَّ يَنْعُثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤَمِّرُ بِأَرْبَعٍ: بِرِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَشَقِيٍّ، أَوْ سَعِيدٍ، فَوَ اللَّهُ إِنْ أَحَدَكُمْ أَوْ الرَّجُلُ يَفْعَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ أَوْ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعَيْنِ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ آدَمُ: لَا ذِرَاعَ.

[راجع: ۳۲۰۸]

یعنی اس سے جنت یا دوزخ کا فاصلہ اتنا ہی رہ جاتا ہے قسمت غالب آتی ہے اور وہ تقدیر کے مطابق جنت یا دوزخ میں داخل کیا جاتا ہے۔ اللهم ان کنت کتبتنی من اهل النار فامحہ فانک تمحو ما نشاء و ثبت و عندک ام الکتاب آمین۔

دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس میں روح پھونکتا ہے، تو روح چار مہینے کے بعد پھونکی جاتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یوں ہے کہ چار مہینے دس دن کے بعد۔ قاضی عیاض نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ روح ایک سو بیس دن کے بعد پھونکی جاتی ہے اور مشاہدہ اور جنین کی حرکت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ اس زمانے کے حکیموں اور ڈاکٹروں نے مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ چار مہینے گزرنے سے پہلے ہی جنین میں جان پڑ جاتی ہے۔ اب جن روایتوں میں روح پھونکنے کا ذکر نہیں ہے جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس روایت میں ہے ان میں تو کوئی اشکال ہی نہ ہو گا لیکن جن روایتوں میں اس کا ذکر ہے تو حدیث غلط نہیں ہو سکتی بلکہ حکیموں اور ڈاکٹروں کا دعویٰ غلط ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روح حیوانی چار مہینے سے پہلے ہی جنین میں پڑ

جاتی ہے لیکن حدیث میں روح سے مراد روح انسانی یعنی نفس نامقہ ہے۔ وہ چار مہینے دس دن کے بعد ہی بدن سے متعلق ہوتا ہے۔

(۶۵۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابوبکر بن انس نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے کہ اے رب! یہ نطفہ قرار پایا ہے۔ اے رب! اب علقہ یعنی جما ہوا خون بن گیا ہے۔ اے رب! اب مضغہ (گوشت کا لوتھرا) بن گیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی پیدائش پوری کرے تو وہ پوچھتا ہے اے رب! لڑکا ہے یا لڑکی؟ نیک ہے یا برا؟ اس کی روزی کیا ہوگی؟ اس کی موت کب ہوگی؟ اسی طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں۔ دنیا میں اسی کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔

باب اللہ کے علم (تقدیر) کے مطابق قلم خشک ہو گیا

اور اللہ نے فرمایا جیسا اللہ کے علم میں تھا اسکے مطابق ان کو گمراہ کر دیا۔ (یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث میں مذکور ہے جسے امام احمد اور ابن حبان نے نکالا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے، اس پر قلم خشک ہو چکا ہے (وہ لکھا جا چکا ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”لہا سابقون“ کی تفسیر میں فرمایا کہ نیک بختی پہلے ہی ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔

(۶۵۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے مطرف بن عبد اللہ بن فہر سے سنا، وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ ایک صاحب نے (یعنی خود انہوں نے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت کے لوگ جہنمیوں میں سے بچانے جا چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”ہاں“ انہوں نے کہا کہ پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کریں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جس کے لئے اسے

۶۵۹۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَكُلُّ اللَّهِ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ: أَيُّ رَبِّ نُطْفَةٍ؟ أَيُّ رَبِّ عُلَقَةٍ؟ أَيُّ رَبِّ مُضْغَةٍ؟ فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ: يَا رَبِّ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ؟ فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ)).

[راجع: ۳۱۸]

۲- باب جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ ﴿وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ﴾ [الجنائے: ۲۳]. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَهَا سَابِقُونَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

۶۵۹۶- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرَّحْطِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرَفَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُعْرِفُ أَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلِمَ يَفْعَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: ((كُلُّ يَفْعَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسَّرُ لَهُ)).

سہولت دی گئی ہے۔

[طرفہ فی : ۷۵۵۱]

رنگ بکسر یزید کا لقب ہے، ان کی ڈاڑھی بہت ہی لمبی تھی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ نیک کاموں کی کوشش کرے اور اللہ سے جنتی ہونے کی دعا بھی کرے کیونکہ دعا سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعا کرنا بھی تقدیر سے ہے۔

### ۳- باب اللہ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

عَامِلِينَ

۶۵۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ : قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ۱۳۸۳]

۶۵۹۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذُرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ۱۳۸۴]

۶۵۹۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ، كَمَا تَنْتَجُونَ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَذَعَاءَ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تُجَدِّعُونَهَا؟)).

[راجع: ۱۳۵۸]

۶۶۰۰- قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ قَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ

باب اس بیان میں کہ مشرکوں کی اولاد کا حال اللہ ہی کو معلوم کہ اگر وہ بڑے ہوتے، زندہ رہتے تو کیسے عمل کرتے

(۶۵۹۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیا عمل کرتے۔

(۶۵۹۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء بن یزید نے خبر دی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتے۔

(۶۵۹۹) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بچہ ایسا نہیں ہے جو فطرت پر نہ پیدا ہوتا ہو۔ لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں جیسا کہ تمہارے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان میں کوئی کن کٹا پیدا ہوتا ہے؟ وہ تو تم ہی اس کا کان کاٹ دیتے ہو۔

(۶۶۰۰) صحابہ نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ! اس بچے کے متعلق کیا خیال ہے جو بچپن ہی میں مر گیا ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا

بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)). [راجع: ۱۳۸۴] ہے کہ وہ (بڑا ہو کر) کیا عمل کرتا۔

اولاد مشرکین کے بارے میں بت سے قول ہیں بعض نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو ہونے والا ہے۔ مالک اپنے ملک کا مختار ہے۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم۔

۴۔ باب قوله وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا  
باب اور اللہ نے جو حکم دیا ہے (تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا ہے) وہ ضرور ہو کر رہے گا

۶۶۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةَ طَلَاقَ أَخِيهَا لِيَسْتَفْرِغَ صَفْحَتَهَا، وَلَتَكُفَّ فَإِنَّ لَهَا مَا قَدَّرَ لَهَا)). [راجع: ۲۱۴۰]

۶۶۰۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنی کسی (دینی) بہن کی طلاق کا مطالبہ (شوہر سے) نہ کرے کہ اسکے گھر کو اپنے ہی لئے خاص کرنا چاہے۔ بلکہ اسے نکاح (دوسری عورت کی موجودگی میں بھی) کر لینا چاہئے کیونکہ اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے مقدر میں ہو گا۔

یہ حکم اس وقت ہے جب کہ عدل و انصاف کے ساتھ ہر دو کے حق ادا کر سکے وان خفتم ان لاتعدلوا الواحدة (النساء: ۳) اگر ہر دو بیویوں کے حقوق ادا نہ کر سکتے کا خوف ہو تو ایک ہی بہتر ہے۔

۶۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي غُفْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَسُولٌ إِخَذَى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدُ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنْ أَنْهَا يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهَا: اللَّهُ مَا أَخَذَ، وَلِلَّهِ مَا أَغْطَى، كُلُّ يَأْجَلٍ فَلْتَنْصِبْ وَلْتَخْتَسِبْ. [راجع: ۱۲۸۴]

۶۶۰۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے ایک کا بلاوا آیا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سعد، ابی بن کعب اور معاذ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ بلائے والے نے آکر کہا کہ ان کا بچہ (آنحضرت ﷺ کا نواسہ) نزع کی حالت میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کہلا بھیجا کہ اللہ ہی کا ہے جو وہ لیتا ہے، اس لئے وہ صبر کریں اور اللہ سے اجر کی امید رکھیں۔

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو اس لئے لائے ہیں کہ اس سے ہر چیز کی مدت مقرر ہونا اور ہر کام کا اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہونا نکلا ہے۔

۶۶۰۳۔ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُخَيَّرِ بْنِ الْجَمْحِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ

۶۶۰۳) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مخیر بن جمحی نے خبر دی، انہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ انصار کا ایک آدمی آیا اور عرض کیا رسول اللہ! ہم لونڈیوں سے ہم بستری کرتے ہیں اور مال سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کا عزل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم ایسا کرتے ہو، تمہارے لئے کچھ قباحت نہیں اگر تم ایسا نہ کرو، کیونکہ جس جان کی بھی پیدائش اللہ نے لکھ دی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

اس کا ترجمہ آج کے دور میں بھی برابر ہو رہا ہے۔ صدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ انزال کے وقت ذکر باہر نکال لینا عزل کہلاتا ہے۔ آپ نے اسے پسند نہیں کیا۔

(۶۶۰۴) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو واہل نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کی کوئی (دینی) چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ کیا ہو، جسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا، جب میں ان میں کی کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے۔

(۶۶۰۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کو کرید رہے تھے اور آپ نے (اسی اثنا میں) فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا جسم کا یا جنت کا ٹھکانا لکھا جا چکا ہے، ایک مسلمان نے اس پر عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اس پر بھروسہ کر لیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں عمل کرو کیونکہ ہر شخص (اپنی تقدیر کے مطابق) عمل کی آسانی پاتا ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ ”فاما من اعطی واتقى“ (الایہ۔ پس جس نے راہ اللہ

اخبرہ انہ یتمہا هو جالس عند النبی ﷺ جاء رجل من الانصار فقال: يا رسول الله انا نصيب سنيًا ونجب المال كيف ترى في العزل؟ فقال رسول الله ﷺ: ((أو إنكم تفعلون ذلك لا عليكم أن لا تفعلوا، فإنه ليست نسمه كتب الله أن تخرج إلا هي كائنة)). [راجع: ۲۲۲۹]

۶۶۰۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ لَرَأَاهُ فَعَرَفَهُ.

۶۶۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ عَوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)) فَقَالَ رَجُلٌ: مِنَ الْقَوْمِ أَلَا تَنْكُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا أَعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَإِذَا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾)) [اللیل: ۵] الْآيَةُ.

[راجع: ۱۳۶۲]

دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔

## باب عملوں کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے

(۶۶۰۶) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی لڑائی میں موجود تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں جو آپ کے ساتھ شریک جہاد تھا اور اسلام کا دعویدار تھا فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ ہونے لگی تو اس شخص نے بہت جم کے لڑائی میں حصہ لیا اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا پھر بھی وہ ثابت قدم رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کو معلوم ہے جس کے بارے میں ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو اللہ کے راستے میں بہت جم کر لڑا ہے اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اب بھی یہی فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ ممکن تھا کہ بعض مسلمان شبہ میں پڑ جاتے لیکن اس عرصہ میں اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لا کر اپنا ترکش کھولا اور اس میں سے ایک تیر نکال کر اپنے آپ کو زن کر لیا۔ پھر بہت سے مسلمان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دکھائی۔ اس شخص نے اپنے آپ کو ہلاک کر کے اپنی جان خود ہی ختم کر ڈالی۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ اے بلال! اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی خدمت و مدد دے دین آدمی سے بھی کراتا ہے۔

## ۵- باب الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ

۶۶۰۶- حَدَّثَنَا حَبَانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي الْإِسْلَامَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي تَحَدَّثْتُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا، فَاشْتَدَّ رِجَالًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ، قَدْ انْتَحَرَ فَلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

[راجع: ۳۰۶۲]

نظاہر وہ شخص جہاد کر رہا تھا، مگر بعد میں اس نے خود کشی کر کے اپنے سارے اعمال کو ضائع کر دیا۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ فی الواقع عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو توحید و سنت اور اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی

محبت پر خاتمہ نصیب کرے اور دم آخر میں کلمہ طیبہ پر جان نکلے آمین۔

(۶۶۰۷)۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَكْثَرِ الْمُسْلِمِينَ غَنَاءَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَيَظُنُّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيَّ هَذَا)) فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلَى بَلَدٍ الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعَجَلَ الْمَوْتَ فَيَجْعَلَ ذُبَابَةً سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَفَيْهِ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مُسْرِعًا فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ: ((وَمَا ذَلِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ لِفُلَانٍ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ)) فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ غَنَاءِ عَنِ الْمُسْلِمِينَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعَجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلًا أَهْلُ النَّارِ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَيَعْمَلُ عَمَلًا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْأَخْوَاتِيمِ)).

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ ایک شخص جو مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا اور اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ جو کسی جنمی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے چنانچہ وہ شخص جب اسی طرح لڑنے میں مصروف تھا اور مشرکین کو اپنی بہادری کی وجہ سے سخت تر تکالیف میں مبتلا کر رہا تھا تو ایک مسلمان اس کے پیچھے پیچھے چلا، آخر وہ شخص زخمی ہو گیا اور جلدی سے مرجنا چاہا، اس لئے اس نے اپنی تلوار کی دھار اپنے سینے پر لگائی اور تلوار اس کے شانوں کو پار کرتی ہوئی نکل گئی۔ اس کے بعد پیچھا کرنے والا شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور عرض کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بات کیا ہے؟ ان صاحب نے کہا کہ آپ نے فلاں شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو کسی جنمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے حالانکہ وہ شخص مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا۔ میں سمجھا کہ وہ اس حالت میں نہیں مرے گا۔ لیکن جب وہ زخمی ہو گیا تو جلدی سے مرجانے کی خواہش میں اس نے خود کشی کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے (اسی طرح دوسرا بندہ) جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے، بلاشبہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔

[راجع: ۲۸۹۸]

باب نذر کرنے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی

۶۔ باب إلقاء النذر العبد إلى القدر

ہو گا وہی جو تقدیر میں ہے۔

اکثر لوگوں کا قاعدہ ہے کہ یوں تو اللہ کی راہ میں اپنا پیسہ خرچ نہیں کرتے جو کوئی مصیبت آن پڑے اس وقت طرح طرح کی شتمیں اور نذریں مانتے ہیں۔ باب کی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نذر اور منت ماننے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی



ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں ہے۔ مسلم کی حدیث میں صاف یوں ہے کہ نذر نہ مانا کر داس لئے کہ نذر سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔ حالانکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ مگر آپ نے جو نذر سے منع فرمایا وہ اس نذر سے جس میں یہ اعتقاد ہو کہ نذر ماننے سے بلائیں جائے گی جیسے اکثر جاہلوں کا عقیدہ ہوتا ہے لیکن اگر یہ جان کر نذر کرے کہ نافع اور ضار اللہ ہی ہے اور جو اس نے قسمت میں لکھا ہے وہی ہو گا تو ایسی نذر منع نہیں بلکہ اس کا پورا کرنا ایک عبادت اور واجب ہے۔ اب ان لوگوں کے حال پر بہت ہی افسوس ہے جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے بزرگوں یا درویشوں کی نذر مانیں وہ علاوہ گنہگار ہونے کے اپنا ایمان بھی کھوتے ہیں کیونکہ نذر ایک مالی عبادت ہے اس لئے غیر اللہ کی نذر ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے۔

۶۶۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثُةٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّذْرِ قَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)).

(۶۶۰۸) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے عبد اللہ بن مرہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ نذر کسی چیز کو نہیں لوٹاتی، نذر صرف بخیل کے دل سے پیسہ نکالتی ہے۔

[طرفہ فی: ۶۶۹۲، ۶۶۹۳۔]

تفسیر: یوں تو اس کے دل سے پیسہ نکلتا نہیں جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو نذر مانتا ہے اور اتفاق سے اس کا مطلب پورا ہو گیا تو اب پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے جبکہ مار کر اس وقت خرچ کرنا پڑتا ہے الغرض سارے معاملات تقدیر ہی کے تحت انجام پاتے ہیں۔ یہی ثابت کرنا حضرت امام قدس سرہ کا مقصد ہے۔

۶۶۰۹- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَرْتَهُ، وَلَكِنْ يُلْقِيهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَرْتَهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)). [طرفہ فی: ۶۶۹۴۔]

(۶۶۰۹) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نذر (منت) انسان کو کوئی چیز نہیں دیتی جو میں (رب) نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو بلکہ وہ تقدیر دیتی ہے جو میں (رب) نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے، البتہ اس کے ذریعہ میں بخیل کا مال نکلا لیتا ہوں۔

### باب لا حول ولا قوة الا باللہ کی فضیلت کا بیان

### ۷- باب لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

تفسیر: یہ بڑی برکت کا کلمہ ہے اور شیطان اور تمام بلاؤں سے بچنے کی عمدہ سپر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو گناہ یا بلا سے بچانے والا اور عبادت کی توفیق اور طاقت دینے والا اللہ ہی ہے۔ ہمارے مرشد حضرت شیخ احمد مجدد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی کسی مصیبت میں مبتلا ہو وہ ہر روز پانچ سو بار لا حول ولا قوة الا باللہ پڑھے، اس طرح کہ اول اور آخر سو سو بار درود پڑھے، تو اللہ اس کی مصیبت دور کر دے گا۔ ہمارے شیخ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہر وقت جب فرصت ہو کھڑے یا بیٹھے یا لیٹے اس ذکر پر مواظبت کی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ لا الہ الا اللہ لا حول ولا قوة الا باللہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل، نعم المولی و نعم النصیر۔

اس ذکر میں عجیب برکت ہے، جو کوئی آدمی ہمیشہ اس ذکر پر مواظبت کرے اس کو وسعت رزق، غنا اور توکمری حاصل ہوتی ہے،

ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید ہوتی کہ اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں، رات اور دن میں ہر وقت یہ ذکر کرتا رہے اور صبح و شام تین بار یہ دعا پڑھ لیا کرے۔ بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ لا یضرہ مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم اللھم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعود بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت بسم اللہ ماشاء اللہ لا یأتی بالخیر الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ تو کلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کان وما لم یشالہم یکن اعلم ان اللہ علی کل شیئی قذیر وان اللہ قد احاط بكل شیئی علما۔

اور شام کو سورہ ملک یعنی تبارک الذی اور سورہ واقعہ اور تہجد کی آٹھ رکعات میں سورہ یٰسین پڑھا کرے (وحیدی)

۶۶۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَذَاءُ، عَنْ أَبِي غَثَمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ، فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرْفًا وَلَا نَغْلُو شَرْفًا، وَلَا نَهْبِطُ فِي وَادٍ إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْتَبِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّمَا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا، ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ، أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)). [راجع: ۲۹۹۲]

(۶۶۱۰)۔ مجھ سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو خالد حذاء نے خبر دی، انہیں ابو عثمان نہدی نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے اور جب بھی ہم کسی بلندی پر چڑھتے یا کسی نشیبی علاقہ میں اترتے تو تکبیر بلند آواز سے کہتے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ ہمارے قریب آئے اور فرمایا اے لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، کیونکہ تم کسی برے یا غیر موجود کو نہیں پکارتے بلکہ تم اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے۔ پھر فرمایا اے عبداللہ بن قیس! (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کیا میں تمہیں ایک کلمہ نہ سکھا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے (وہ کلمہ ہے) لا حول ولا قوۃ الا باللہ (طاقت و قوت اللہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں)

۸۔ باب الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ عَاصِمٌ: مَانِعٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ: سَدًا عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُونَ فِي الضَّلَالَةِ. دَسَّاهَا: أَغْوَاهَا.

باب معصوم وہ ہے جسے اللہ گناہوں سے بچائے رکھے

سورہ ہود میں اللہ نے فرمایا لا عاصم الیوم من امر اللہ عاصم کے معنی روکنے والا۔ مجاہد نے کہا یہ جو سورہ یٰسین میں فرمایا وجعلنا من بین یدہیم سدًا یعنی ہم نے حق بات کے ماننے سے ان پر آڑ کر دی وہ گڑھا میں ڈلگا رہے ہیں۔ سورہ الشمس میں جو لفظ دساھا ہے اس کا معنی گمراہ کیا۔

بعض نسخوں میں سدًا کی جگہ سدئی اور کمانی نے اپنی شرح میں اس کا اظہار کیا ہے اور حدیث ایحسب الانسان ان یتروک سدئی کو مراد لیا ہے مگر حافظ نے کہا کہ سدئی کی شرح میں مجاہد سے میں نے یہ روایت نہیں پائی۔ حضرت امام بخاری نے

عاصم کی مناسبت سے سدّ کی بھی تفسیر بیان کر دی، کیونکہ لفظ عاصم کے معنی مانع کے ہونے اور سد بھی مانع ہوتی ہے۔ اب سد کی مناسبت سے دساہا کی بھی تفسیر کی کیونکہ سد اور دس کے حروف ایک ہی ہیں تقدیم اور تاخیر کا فرق ہے۔ المعصوم من عصمة الله بان حماه من الوقوع في الهلاك او ما يجزاليه و عصمة الانبياء على نبينا و عليهم السلام حفظهم من النقائص و تخصيصهم بالكمالات النفسية والنصرة والنيات في الامور انزال السكينة والفرق بينهم وبين غيرهم ان العصمة في حقهم بطريق الوجوب و في حق غيرهم بطريق الجواز (فتح الباری)

معصوم وہ ہے جس کو اللہ پاک ہلاک کرنے والے گناہوں میں واقع ہونے سے بچالے اور نقائص سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا بطریق وجوب ہے اور ان کی خصوصیات میں سے ہے کہ نفیس کلمات ان کی زبانوں سے ادا ہوتے ہیں، ان کو آسانی مدد ملتی ہے اور کاموں میں ان کو ثبات حاصل ہوتا ہے اور ان پر من جانب اللہ تسکین نازل ہوتی اور ان میں اور ان کے غیر میں فرق یہ ہے کہ ان کو یہ خصوصیات بطریق وجوب ودیعت ہوتی ہیں اور ان کے غیر کو بطریق جواز۔

۶۶۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا اسْتَخْلَفَ خَلِيفَةً إِلَّا لَهُ بَطَانَتَانِ، بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحْضُرُهُ عَلَيْهِ، وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحْضُرُهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ)).

۶۶۱۱- ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص حاکم ہوتا ہے تو اس کے صلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسے نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اس پر ابھارتے رہتے ہیں اور دوسرے وہ جو اسے برائی کا حکم دیتے رہتے ہیں اور اس پر اسے ابھارتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔

[طرفہ بی : ۷۱۹۸]

### باب اور اس بستی پر ہم نے حرام کر دیا ہے

جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ اب دنیا میں لوٹ نہیں سکیں گے (سورہ انبیاء) اور یہ کہ جو لوگ، تمہاری قوم کے ایمان لاچکے ہیں ان کے سوا اور کوئی اب ایمان نہیں لائے گا (سورہ ہود) اور یہ کہ ”وہ بدکرداروں کے سوا اور کسی کو نہیں جنیں گے (سورہ نوح) اور منصور بن نعمان نے عکرمہ سے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرم حبشی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ضرور اور واجب کے ہیں۔

۹- باب ﴿وَحَرَامٌ عَلَى قَرْبَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾ [الأنبياء: ۹۵]. ﴿إِنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ [هود: ۳۶] ﴿وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ [نوح: ۲۷]. وَقَالَ مَنْصُورُ بْنُ النُّعْمَانِ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَرَمٌ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ.

حضرت امام بخاری کا مقصد ان آیات سے تقدیر کا ثابت کرنا ہے جو ظاہر ہے فندہرو ایسا اولی الالباب

۶۶۱۲- حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غِيلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا

۶۶۱۲- مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ابن طاووس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ جو لہم کا

لفظ قرآن میں آیا ہے تو میں لم کے مشابہ اس بات سے زیادہ کوئی بات نہیں جانتا جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے، پس آکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا ہے، دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے۔ اور شبلیہ نے بیان کیا کہ ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پھر اس حدیث کو نقل کیا۔

[راجع: ۶۲۴۳]

اس حدیث کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ طاؤس نے یہ حدیث خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے جیسے اگلی روایت سے یہ لگتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے کہا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ زنا کرنے والا بھی تقدیر کے تحت زنا کرتا ہے۔

باب آیت اور وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا ہے، اسے ہم نے صرف لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے“ کی تفسیر

(۶۶۱۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”آیت“ اور وہ رویا جو ہم نے تمہیں دکھایا ہے اسے ہم نے صرف لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے“ کے متعلق کہا کہ اس سے مراد آکھ کا دیکھنا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کی رات دکھایا گیا تھا۔ جب آپ کو بیت المقدس تک رات کو لے جایا گیا تھا۔ کہا کہ قرآن مجید میں ”الشجرة الملعونة“ سے مراد ”زقوم“ کا درخت ہے۔

بعض شارحین نے حدیث اور باب کی مطابقت اس توجیہ کے ساتھ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی تقدیر میں یہ بات لکھ دی تھی کہ وہ معراج کا قصہ جھٹلائیں گے اور اسی طرح سے ہوا۔

باب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آدم و موسیٰ علیہما السلام نے جو مباحثہ کیا اس کا بیان

(۶۶۱۴) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے

رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزُّنَا أَذْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَرَوْنَا الْعَيْنَ النَّظَرُ، وَزَنَا اللِّسَانُ الْمُنْطَقُ، وَالنَّفْسُ تَمْنَى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُكَذِّبُهُ)). وَقَالَ شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۰- باب ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ [الاسراء: ۶۰] ۶۶۱۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنِ أَرِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزُّقُومِ. [راجع: ۳۸۸۸]

۱۱- باب تَحَاجَّ آدَمَ وَمُوسَى عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

۶۶۱۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

بیان کیا، کہا کہ ہم نے عمرو سے اس حدیث کو یاد کیا، ان سے طاؤس نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”آدم اور موسیٰ نے مباحثہ کیا۔ موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آدم رضی اللہ عنہ سے کہا آدم! آپ ہمارے باپ ہیں مگر آپ ہی نے ہمیں محروم کیا اور جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا موسیٰ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے لئے برگزیدہ کیا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے تورات کو لکھا۔ کیا آپ مجھے ایک ایسے کام پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ آخر آدم رضی اللہ عنہ بحث میں موسیٰ رضی اللہ عنہ پر غالب آئے۔ تین مرتبہ آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ فرمایا۔ سفیان نے اسی اسناد سے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پھر یہی حدیث نقل کی۔

[راجع: ۳۴۰۹]

ظاہری ہے کہ یہ بحث اسی وقت ہوئی ہوگی جب حضرت موسیٰ دنیا میں تھے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے دن یہ بحث ہو گی۔ امام بخاری نے عند اللہ کہہ کر یہی اشارہ کیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اللہ سے درخواست کی اے رب! ہم کو آدم دکھا جس نے ہم کو جنت سے نکالا اس پر یہ ملاقات ہوئی۔ آدم تقدیر کا حوالہ دے کر غالب ہوئے یہی کتاب القدر سے مناسبت ہے۔

### باب جسے اللہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے

(۶۶۱۵) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن شعبہ کے غلام وراہ نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ دعا لکھ کر بھیجو جو تم نے آنحضرت ﷺ کو نماز کے بعد کرتے سنی ہے۔ چنانچہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو لکھوایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آنحضرت ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! جو تو دینا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکنا چاہے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے سامنے دولت والے کی دولت کچھ کام نہیں دے سکتی۔ اور

سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَخْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَبِيتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ، قَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوسَى اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ، أَلَمْ يُؤْمِنِي عَلَى أَمْرِ قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى ثَلَاثًا)). قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو لُؤْدَادٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

### ۱۲- باب لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللَّهُ

۶۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ، فَأَمَلَنِي عَلَى الْمُغِيرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلَاةِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي

ابن جریج نے کہا کہ مجھ کو عہدہ نے خبر دی اور انہیں ورا دے خبر دی، پھر اس کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگوں کو اس دعا کے پڑھنے کا حکم دے رہے تھے۔

الفاظ دعا سے ہی کتاب القدر سے مناسبت نکلی۔ عہدہ بن ابی لبابہ کی سند ذکر کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عہدہ کا سامع ورا دے ثابت ہوا کیونکہ اگلی روایت میں اس سامع کی صراحت نہیں ہے۔

باب بد قسمتی اور بد نصیبی سے اللہ کی پناہ مانگنا اور برے خاتمہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”کہہ دیجئے کہ میں صبح کی روشنی کے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس کی مخلوقات کی بدی سے

(۶۶۱۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سی نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بد بختی کی پستی، برے خاتمے اور دشمن کے ہنسنے سے۔

باب اس آیت کا بیان کہ اللہ پاک بندے اور اس کے دل کے درمیان میں حائل ہو جاتا ہے

(۶۶۱۷) ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھایا کرتے تھے کہ ”نہیں“ دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔

(۶۶۱۸) ہم سے علی بن حفص اور بشر بن محمد نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ عبد اللہ نے ہمیں خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک بات دل میں چھپا رکھی ہے (بتا وہ کیا ہے؟) اس نے کہا کہ ”دھواں“

عَبْدَةُ أَنْ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهَذَا، ثُمَّ وَلَدَتْ بَعْدَ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذَلِكَ الْقَوْلِ. [راجع: ۸۴۴]

۱۳- باب مَنْ تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ ذَرْكَ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: هُوَ الَّذِي أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

۶۶۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ سَمِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَذَرْكَ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ)). [راجع: ۶۳۴۷]

۱۴- باب يَحُولُ بَيْنَ

الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

۶۶۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَثِيرًا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْلِفُ: ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ)).

[طرفاء فی: ۶۶۲۸، ۷۳۹۱]

۶۶۱۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ، وَبَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِابْنِ صَيَّادٍ: ((خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) قَالَ:

الدُّخْ قَالَ: ((اَخْسَا فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ))  
 قَالَ عُمَرُ: اَنْذَن لِي فَاَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ:  
 ((دَعُهُ اِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيقُهُ، وَاِنْ لَمْ  
 يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)).  
 [راجع: ۱۳۵۴]

**تشریح** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لئے کہا کہ جس کم جہاں پاک آئندہ دجال کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ اس حدیث کی مناسبت کتاب  
 القدر ہے یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تب تو تم اسے مار ہی نہ سکو گے کیونکہ اللہ نے تقدیر یوں  
 لکھی ہے کہ وہ قیامت کے قریب نکلے گا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہو گا۔ تقدیر کے خلاف نہیں  
 ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دجال کے لفظی معنی کے لحاظ سے ابن صیاد بھی دجالوں کی فہرست ہی کا ایک فرد تھا اس کے سارے کاموں  
 میں دجل اور فریب کا پورا پورا دخل تھا، ایسے لوگ امت میں بہت ہوئے ہیں اور آج بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے  
 ان کو دجالوں کذابوں کہا گیا ہے۔

### باب سورہ توبہ کی اس آیت کا بیان

### ۱۵- باب

کہ ”اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں صرف وہی درپیش آئے گا جو  
 اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔“ اور مجاہد نے بفاتین کی تفسیر میں  
 کہا تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جس کی قسمت میں اللہ نے  
 دوزخ لکھ دی ہے اور مجاہد نے آیت والذی قدر فہدی کی تفسیر میں  
 کہا کہ جس نے نیک بختی اور بد بختی سب تقدیر میں لکھ دی اور جس  
 نے جانوروں کو ان کی چراگاہ بتائی۔

﴿قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾  
 [التوبة: ۵۱] قَضَى. قَالَ مُجَاهِدٌ: بِفَاتَيْنَ  
 بِمُضِلِّينَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ اَنَّهُ يَصْنَعُ  
 الْجَحِيمَ ﴿قَدَّرَ فَهَدَى﴾ [الأعلى: ۳]  
 قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْاَنْعَامَ  
 لِمَرََاتِعِهَا.

(۶۶۱۹) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ  
 کو نصر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے بیان  
 کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن یعمر نے  
 بیان کیا اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب تھا اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے  
 اسے بھیجتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا،  
 کوئی بھی بندہ اگر کسی ایسے شہر میں ہے جس میں طاعون کی وبا پھوٹی  
 ہوئی ہے اور وہ اس میں ٹھہرا ہے اور اس شہر سے بھاگا نہیں صبر کرے

۶۶۱۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
 الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ  
 أَبِي الْفَرَاتِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ  
 يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
 أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ  
 الطَّاعُونِ فَقَالَ: ((كَانَ عَذَابًا يَنْعَثُهُ اللَّهُ  
 عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللَّهُ رَحْمَةً  
 لِلْمُؤْمِنِينَ، مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُونُ فِي بَلَدٍ  
 يَكُونُ فِيهِ وَيَمْكُثُ فِيهِ لَا يَخْرُجُ مِنْ

ہوئے ہے اور اس پر اجر کا امیدوار ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اس تک صرف وہی چیز پہنچ سکتی ہے جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھ دی ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

طاعون ایک ورم سے شروع ہوتا ہے جو بغل یا گردن میں ظاہر ہوتا ہے اس سے بخار ہو کر آدمی جلد ہی مر جاتا ہے۔ اللہم اشفعنا آمین۔

## ۱۶- باب

## باب آیت وما کننا لنهتدی الخ کی تفسیر۔

”اور ہم ہدایت پانے والے نہیں تھے، اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ کی ہوتی۔“ ”اگر اللہ نے مجھے ہدایت کی ہوتی تو میں متقیوں میں سے ہوتا۔“ (الزمر: ۵۷)

﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ﴾  
[الأعراف: ۴۳] ﴿لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ [الزمر: ۵۷]

ان آیتوں کو لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے معتزلہ اور قدریہ کے مذہب کا رد کیا ہے کیونکہ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہدایت اور گمراہی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ امام ابو منصور نے کہا معتزلہ سے تو کافر ہی بہتر ہو گا جو آخرت میں یوں کہے گا۔ لو ان الله هداني لكنت من المتقين۔

(۶۶۲۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو جریر نے خبر دی جو ابن حازم ہیں، انہیں ابو اسحاق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے غزوہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

۶۶۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُولُ:

”واللہ، اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے۔

نہ روزہ رکھ سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔

پس اے اللہ! ہم پر سکینت نازل فرما۔

اور جب آمناسا منا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

اور مشرکین نے ہم پر زیادتی کی ہے۔

جب وہ کسی فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔“

وَاللَّهِ لَوْ لَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا  
وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا  
فَأَنْزَلَنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا  
وَكَيْتِ الْأَفْدَامُ إِنْ لَأَقَيْنَا  
وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا  
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

[راجع: ۲۸۳۶]